✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت خلافت
وقت 5-7 منٹ

خلافت، روحانی ترقیات و فیضان کا ذریعہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۤ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (الجمعہ:3-4)

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ خلافت روحانی ترقیات کا ایک عظیم الشان ذریعہ ہے۔

خلافت نبوت کا تتمہ ہوتی ہے اور وہی کام کرتی ہیں جو نبی اپنے زمانے میں کرتا رہا ہے اور نبی کے کاموں میں نمایاں کام اُمّت کی تعلیم و تربیت اور ان کو روحانی ترقیات دلانا ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ جمعہ کی آیات 3-4 میں بیان ہوا ہے جن کی تلاوت مَیں اوپر کر آیا ہوں۔ ان آیات کریمہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاموں میں اپنی امت کے لوگوں کو پاک کرنا بھی ہے جو کہ روحانی ترقیات کے لئے نہایت ہی ضروری ہے۔ انسان جب پاک ہو جائے تب ہی وہ روحانی ترقیات کے حصول کا مستوجب ہو سکتا ہے۔ دنیائے روحانیت کا یہ مسلّمہ قانون و اصول ہے کہ جس قدر عظیم نعمت کسی قوم کو عطا ہوتی ہے اُسی قدر اس کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ خلافت ایک عظیم ترین نعمت ہے جو اِس زمانہ میں جماعتِ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے پاک وعدوں کے عین مطابق دی گئی ہے جس پر ہم جتنے سجداتِ شکر بجالائیں، کم ہیں۔ ہماری زبانیں اس احسانِ عظیم پر اپنے مولا کی حمد سے لبریز اور ہماری روحیں اس کے آستانہ پر سجدہ ریز ہیں اور آئندہ بھی رہیں گی۔ اِن شاء اللہ

سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے انعامِ خلافت کے سلسلہ میں پانچ ایسے بنیادی ذرائع کی طرف توجہ دلائی ہے جن کی تکمیل خلافت سے فیوض و انوار اور فیضان و عرفان اور روحانی ترقیات کے حاصل کرنے کے لئے از بس ضروری ہے۔ چنانچہ حضورؓ نے پہلے تقاضا کی نشان دہی ان الفاظ میں فرمائی:

”محض کسی ذات سے تعلق رکھنے والے عموماً ٹھوکر کھایا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں تو انبیاء کی صفات بھی ان کے درجہ اور عہدہ کے لحاظ سے ہی ہوتی ہیں نہ کہ ان کی ذات کے لحاظ سے۔ پس تمہیں درجہ (خلافت) کی قدر کرنی چاہیے، کسی کی ذات کو نہ دیکھنا چاہیے“

(درس القرآن صفحہ 73)

دوسرا ذریعہ۔ انعام نبوت کے قیام و استحکام اور روحانی ترقیات کے لئے دوسرا اہم ذریعہ حضرت مصلح موعودؓ نے یہ بتایا ہے کہ ”ہم خلیفہ وقت کو ہمیشہ قبولیت دعا کا مجسم نشان یقین کریں“۔ چنانچہ حضورؓ نے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد قادیان میں 12/ اپریل 1914ء کو احمدی نمائندگان جماعت کی جو پہلی کانفرنس بلوائی اُس سے خطاب کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ ”اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے“

(منصب خلافت صفحہ 32)

تیسرا ذریعہ

سامعین! ایک ذریعہ حضرت مصلح موعودؓ نے خلافت احمدیہ سے فیض وبرکت اور روحانی ترقیات حاصل کرنے کے سلسلہ میں یہ بیان فرمایا کہ:

''جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنادیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا زیادہ تعلق رکھو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں برکت ہوگی اور اُس سے جس قدر دور رہو گے اُسی قدر تمہارے کاموں میں بے برکتی پیدا ہوگی۔ جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو، کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو، اسی طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے''

(الفضل 20/ نومبر 1946 صفحہ 7)

چوتھا ذریعہ

حضرت مصلح موعودؓ نے نظام خلافت سے فیض حاصل کرنے کے چوتھے ذریعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

''مَیں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ جو محبت جماعت احمدیہ کو اپنے امام سے اس وقت ہے اس کی مثال کسی اور جگہ ملنا ممکن نہیں، مگر باوجود اس کے مَیں یہ کہنے سے نہیں رک سکتا کہ وہ جذباتی ہے عملی نہیں۔ ایسے کم لوگ ہیں جو اس محبت کو اس طرح محسوس کریں کہ جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا''

(رپورٹ مجلس مشاورت 1936 صفحہ 16)

اسی طرح فرمایا:

''خلیفہ استاد ہے اور جماعت کا ہر فرد شاگرد، جو لفظ بھی خلیفہ کے منہ سے نکلے وہ عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا''

(الفضل، 2/ مارچ 1946، صفحہ 3)

اطاعتِ خلافت کا معیار کیا ہونا چاہیے؟ اس کی وضاحت حضورؓ نے یہ فرمائی:

''ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ مَیں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں، خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہوگی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے جب تک جماعت کا ہر شخص اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک وہ کسی کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا''

(الفضل 15/ نومبر 1946 صفحہ 6)

پانچواں ذریعہ

حضرت مصلح موعودؓ نے نظام خلافت کے ذریعہ روحانی ترقیات حاصل کرنے کے متعلق ایک اہم اور بنیادی ذریعہ یہ بیان فرمایا کہ جماعت کو انعامِ خلافت کی شکر گزاری میں ہر قسم کی قربانیوں کے لئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیے۔ چنانچہ فرمایا:

''مَیں ایک انسان ہوں اور آخر ایک دن ایسا آئے گا جب مَیں مر جاؤں گا اور پھر اور لوگ اس جماعت کے خلفاء ہوں گے۔ مَیں نہیں جانتا اس وقت کیا حالات ہوں گے، اس لیے ابھی سے تم کو نصیحت کرتا ہوں تا کہ کوئی خلیفہ ایسا آیا جس نے سمجھ لیا کہ جماعت کو زمینوں سے اس قدر آمد ہو رہی ہے۔ صنعت و حرفت سے اس قدر آمد ہو رہی ہے تو پھر اب جماعت سے کسی اور قربانی کی کیا ضرورت ہے۔ اِس قدر روپیہ آنے کے بعد ضروری ہے کہ جماعت کی مالی قربانیوں میں کمی کر دی جائے تو تم یہ سمجھ لو وہ خلیفہ، خلیفہ نہیں ہوگا بلکہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ خلافت ختم ہوگئی اور کوئی اسلام کا دشمن پیدا ہوگیا... پس چاہیے کہ اگر ایک ارب پونڈ خزانہ میں آجائے تب بھی خلیفہ وقت کا فرض ہوگا کہ ایک غریب کی جیب سے، جس میں ایک پیسہ ہے، دین کے لیے پیسہ نکال لے اور ایک امیر کی جیب میں سے، جس میں دس ہزار روپیہ موجود ہے، دین کے لیے دس ہزار نکال لے کیونکہ اس کے بغیر دل صاف نہیں ہو سکتے اور بغیر دل صاف ہونے کے جماعت نہیں بنتی اور بغیر جماعت کے بننے کے

خدا تعالیٰ کی رحمت اور برکت نازل نہیں ہو سکتی... پس تمہارے اندر زندگی پیدا کرنے کے لیے، تمہارے اندر روحانیت پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ تم سے قربانیوں کا مطالبہ کیا جائے اور ہمیشہ اور ہر آن کیا جائے۔ اگر قربانیوں کا مطالبہ ترک کر دیا جائے تو یہ تم پر ظلم ہو گا۔ یہ تقویٰ اور ایمان پر ظلم ہو گا"

(الفضل 7/اپریل 1944ء صفحہ 7)

سامعین! خلافت کے ذریعہ روحانی ترقیات اور فیضان کے ثمرات اُمّت کے افراد کو اپنی اپنی بساط کے مطابق ملتے ہیں۔ اِس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام جماعت میں نفسِ پاک رکھنے والوں کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں

"چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام رُوحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306-307)

خلفائے احمدیت نے اپنے پاک نمونے اور انفاخ قدسیہ سے احباب جماعت میں جو نفسِ پاک پیدا کئے۔ اُن کی عملی زندگیوں میں چند نمونے بطور مثال پیش کئے جاتے ہیں۔ "ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یورپ میں فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ حضرت چودھری صاحب نے فرمایا: اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے لیکن آپ کی تربیت کے لئے بتاتا ہوں کہ خدا کے فضل سے نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر مَیں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے۔

(الفضل 20/مارچ 2002ء)

ایک دفعہ حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے آپ سے پوچھا کہ آپ نے کس عمر میں نماز باجماعت پڑھنا شروع کی تو فرمایا:

"نماز کے بارہ میں تو مجھے یاد نہیں البتہ تہجد کی نماز مَیں نے 15 سال کی عمر سے پڑھنا شروع کر دی تھی۔"

(سوینئر مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم 2005ء صفحہ 46)

سیرالیون کے ایک احمدی الحاج پاسعیدو بنگورا (Alhaj Pa Saidu Bangura) نماز باجماعت کے علاوہ تہجد گزاری میں بھی ایک نمونہ تھے۔ باوجود گھر دور ہونے کے صبح کی نماز سے پہلے مسجد سب سے پہلے پہنچ کر نماز کے لیے ایسی بلند اور سریلی اذان بلند کرتے کہ سارا علاقہ گونج اٹھتا۔ اسی وجہ سے ان کا نام بلالِ احمدیت مشہور ہو گیا تھا۔

(روح پرور یادیں صفحہ 515)

سامعین! سویڈن (Sweden) کے ایک نو احمدی محمود ایرکسن کو جب ضروری فوجی تعلیم کے لیے فوج میں داخل ہونا پڑا تو انہوں نے براہِ راست بادشاہ سے نماز کو صحیح اوقات پر ادا کرنے کی رخصت کی درخواست کی جسے منظور کر لیا گیا۔ یہ سویڈن کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا۔

(تاریخ احمدیت جلد 18 صفحہ 485)

مکرم غلام احمد چشتی معلم وقف جدید، وقف سے پہلے فوج میں تھے۔ دوسری جنگ عظیم میں شرکت کی۔ جنگ کے اختتام پر آپ کو فارغ کر دیا گیا اور ان کے افسر نے لکھا کہ اس نوجوان کے دماغ میں کوئی عارضہ ہے جس کی وجہ سے یہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر عبادت کرتا ہے اور روتا ہے۔

(الفضل ربوہ 30/ستمبر 2000ء صفحہ 7)

انگلستان میں ایک پُرانے احمدی بلال نٹل صاحب جب احمدی ہوئے تو انہوں نے اپنے لیے "بلال" نام کا انتخاب کیا اور پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہی کے تتبّع میں انہوں نے نماز کی خاطر اذان دینے میں ایک خاص نام پیدا کیا۔ انہیں سچ مچ نماز کیلئے بلانے کا از حد شوق تھا۔ (الفضل 28/جون 2003ء)

یورپ کے خوش نصیب واقفین زندگی میں ایک بشیر احمد آرچرڈ مربی گلاسگو (Glasgow) تھے۔ آپ 1944ء میں احمدیت میں داخل ہوئے اور قادیان میں کچھ عرصہ دینی تعلیم حاصل کر کے زندگی وقف کر کے خادم دین کے زمرہ میں داخل ہو گئے۔ آرچرڈ صاحب کی زندگی میں ایک ایسا ہمہ گیر انقلاب آیا کہ ان کی کایا پلٹ گئی۔ عبادت الٰہی اور دعاؤں میں شغف، امام وقت کی دل وجان سے اطاعت اور مالی قربانی بشاشت سے کرنے میں بہتوں سے آگے نکل گئے۔ (الفضل 10/جنوری 1978ء)

وہ لکھتے ہیں:

”حلقہ بگوش احمدیت ہونے کے بعد قادیان کے تاریخی دورہ کا سب سے پہلا ثمرہ ترک شراب نوشی تھا۔ ساتھ ہی جوا اور سگریٹ نوشی سے بھی توبہ کرلی۔ مَیں گھوڑوں، کتوں اور تاش وغیرہ پر جوئے کی بڑی بڑی شرطیں لگایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ تاش کی بازی پر اپنی پورے مہینہ کی تنخواہ ہار گیا۔ احمدیت میں داخل ہونے کے بعد اس لعنت سے چھٹکارا حاصل ہوا۔ احمدیت سے پہلے مَیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتا تھا۔ اب میں 1|3 حصہ کا موصی ہوں اور باقی چندے بھی ادا کرتا ہوں۔ احمدیت نے مجھے نماز اور دعا کا پابند بنا دیا ہے۔“

ناروے کے ایک احمدی دوست نور احمد بولستاد (Noor Ahmad Bolstod) ہیں۔ انہوں نے قریباً 16 سال کی عمر میں احمدیت قبول کی، جس کے بعد ان کی زندگی میں ایک عظیم تغیّر رونما ہوا۔ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ انہوں نے اپنے آپ کو آنریری (Honorary) مبلغ بھی بنالیا اور ناروے میں دعوت الی اللہ کی مہم کا آغاز کیا۔ آپ اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

”ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے مَیں تمام دینی احکام پر عمل کرنیکی کوشش کرتا ہوں۔“

لندن کے طاہر ایشون پٹیل بھی ہندوؤں سے احمدیت میں آئے تھے۔ احمدی ہوتے ہی انہوں نے شراب پینی چھوڑ دی۔ سگریٹ نوشی ترک کردی اور باقاعدگی کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کردی۔

(الفضل یکم اپریل 1989ء)

سامعین! تزکیہ نفس اور تطہیر قلوب ایسے عناصر ہیں جو انسان کو جہد مسلسل کے بعد عطا ہوتے ہیں۔ خلفائے احمدیت نے ہمیشہ اپنے خطبات، خطابات اور تقاریر کے ذریعہ سے ایسے راستوں کی طرف رہنمائی فرمائی جن کی منزل تزکیہ نفس اور تطہیر قلب کی صورت میں ملتی ہے۔ خلافت کا یہ ایک عظیم الشان فیضان ہے جس نے لوگوں کی حالت یکسر بدل دی جس کے بعض نمونے پیش ہیں:

”سیرالیون کے علی روجرز (Rogers) نے احمدیت قبول کی تو اس وقت وہ جوان تھے اور ان کی بارہ بیویاں تھیں۔ جماعت کے مربی مولانا نذیر احمد صاحب علی نے انہیں فرمایا کہ اب آپ احمدی ہوچکے ہیں اس لیے قرآنی تعلیم کے مطابق چار بیویاں رکھ سکتے ہیں اور باقی کو طلاق اور نان نفقہ دے کر رخصت کردیں۔ انہوں نے نہ صرف اس ہدایت پر فوراً عمل کیا بلکہ مربی سلسلہ کے کہنے پر ادھیڑ عمر چار بیویاں اپنے پاس رکھیں اور نوجوان بیویوں کو رخصت کردیا۔“

(الفضل 28/جون 2003ء)

سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”یورپ کے بعض احمدی دکانداروں کے متعلق مجھے معلوم ہوا ہے کہ ان کے ہوٹل کے کاروبار ہیں اور وہاں شراب بھی بکتی ہے۔ چنانچہ جب مَیں نے ان کا سختی سے نوٹس لیا کہ آپ کو یہ کاروبار چھوڑنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بڑی بھاری تعداد ایسی تھی جنہوں نے اس کاروبار کو ترک کردیا۔ بعضوں کو خدا تعالیٰ نے فوراً بہتر کاروبار بھی عطا کیے بعضوں کو ابتلا میں بھی ڈالا۔ وہ لمبے عرصے تک دوسرے کاروبار سے محروم رہے لیکن وہ پختگی کے ساتھ اپنے اس فیصلے پر قائم رہے۔“

(الفضل 17/جنوری 1989ء)

مکرم رانا فیض بخش صاحب نون بیان کرتے ہیں۔

”پہلے اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر میرا ایمان رسمی تھا۔ نماز بھی کبھی کبھار پڑھ لیتا تھا۔ اب اسلام سے، قرآن سے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت ہے اگر میری مجلس میں سارا دن ان کا ذکر ہوتا رہے تو فرحت اور خوشی محسوس ہوتی ہے۔ دل اور روح سکون پاتے ہیں۔ ایسی مجلس ڈھونڈنے کے لئے مَیں کوشاں رہتا ہوں۔ سب سے بڑی نعمت یہ ملی ہے کہ خدا جو پوشیدہ تھا، صرف رسمی اور عقلی دلائل سے خدا تعالیٰ کو تسلیم کرتا تھا، اب اس خدا کی باتیں کئی بار سن چکا ہوں۔ اس کی آواز ظاہری کانوں نے سنی ہے۔ دعائیں کثرت سے سنتا اور قبول فرماتا ہے۔ سچے خوابوں، کشف رؤیا، صالحہ اور الہام سے نوازتا رہتا ہے۔“

(عالمگیر برکات مامور زمانہ از عبدالرحمن مبشر حصہ 2 صفحہ 291)

"ایک جرمن احمدی دوست کہتے ہیں کہ اگر ایک ہفتہ ایسا گزر جائے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں میری بدقسمت آنکھیں آنسو نہ بہائیں تو مجھے بڑی تکلیف پہنچتی ہے اور مَیں کہتا ہوں خاک ہے ان آنکھوں پر جو اللہ کی راہ میں نمناک نہیں ہوتیں اور پھر میرا دل اس غم سے ایسا بھر جاتا ہے کہ عشق خدا اُبل اُبل کر میری آنکھوں سے برسنے لگتا ہے۔"

(الفضل 31/دسمبر 1983ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں 100 سے زائد تربیتی اور روحانی تحریکات جاری فرمائیں۔ نمازوں کا عشق جگایا، تہجد کیلئے بیدار کیا، قرآن کے معارف سنائے۔ الہامات اور غیبی خبروں سے ایمانوں کو جلا بخشی، یہی وجہ تھی کہ جب 1923ء میں آپ رضی اللہ عنہ نے تحریک شدھی کے مقابلہ کیلئے 150 سرفروشوں کی تحریک کی تو 1500 خدام نے لبیک کہا جن میں ڈاکٹرز، پروفیسرز، وکیل، صحافی اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے معززین سرفہرست تھے جو اپنے تمام اخراجات خود برداشت کرتے، کھانے خود پکاتے، میلوں پیدل چلتے، کئی کئی وقت فاقے کرتے۔ چلچلاتی دھوپ میں سر پر سامان اٹھا کر سفر کرتے اور دین کی خدمت کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرتے۔ اسی شدھی کی تحریک کے زمانہ کی بات ہے کہ ہندوؤں نے ایمان پر ڈٹی رہنے والی مائی جمیا کی فصل کاٹنے سے انکار کر دیا تو یہی بی اے اور ایم اے وکیل اور ڈاکٹر جنہوں نے کبھی زرعی آلات کو ہاتھ بھی نہ لگایا تھا، درانتیاں لے کر اس کی فصل کاٹنے لگے۔ ہاتھ زخمی کر لئے پاؤں چھلنی کر لئے مگر دین کی غیرت کا حق ادا کر دیا۔ تزکیہ نفس اسے ہی تو کہتے ہیں۔

(الفضل 14/جون 2006ء)

اسی طرح بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی، صوفی عبدالقدیر صاحب نیازبی۔اے، ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم، شیخ یوسف علی صاحب بی۔اے اور دوسرے مجاہدین نے تیز اور چلچلاتی دھوپ میں کئی کئی میل روزانہ پیدل سفر کیا۔ بعض اوقات کھانا تو الگ رہا ان کو پانی بھی نہ مل سکا۔ کھانے کے وقت یا تو اپنا بچا کھچا باسی کھانا کھاتے یا بھونے ہوئے دانے کھا کر پانی پی لیتے اور اگر سامان میسر آسکتا تو آٹے میں نمک ڈال کر اپنے ہاتھوں روٹی پکا کر کھا لیتے۔ رات کو جہاں جگہ ملتی سو جاتے۔ ملکانوں نے ان کی خاطر تواضع دودھ سے کرنا چاہی مگر انہوں نے شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے واپس کر دیا۔ بعض رؤساء نے مبلغین کے بستر اور سامان کے لیے مزدور دینا چاہے لیکن یہ جانباز سپاہی اپنا سامان اٹھائے پیدل سفر کرتے رہے اور ایک گاؤں میں کام ختم ہونے پر اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ کیا وقت ہے یا دوسرا گاؤں کتنے فاصلے پر ہے فوراً آگے روانہ ہو جاتے۔ انہوں نے بعض اوقات اندھیری راتوں میں ایسے تنگ اور پرخطر راستوں سے سفر کیا جہاں جنگلی سؤر اور بھیڑیے بکثرت پائے جاتے تھے۔ یہ مجاہد ملکانوں پر پانی تک کا بوجھ نہ ڈالتے اور یہ کہتے کہ آپ لوگوں کو دین سکھانے کے لیے ہمارے آدمی آئیں گے جو آپ سے کچھ نہ لیں گے بلکہ اپنا خرچ بھی آپ برداشت کریں گے۔ یہ لوگ چونکہ اپنے مولوی صاحبان کی شکم پروریوں کی وجہ سے بدظن ہو چکے تھے۔ اس لیے ان کے نزدیک یہ بات بڑی حیرت انگیز تھی کہ ایسے خادم دین بھی موجود ہیں جو رضاکارانہ طور پر اسلام کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں۔

حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ نے نہ صرف تین دن کے اندر اندر ضلع ایٹہ کے اکثر دیہات کا دورہ مکمل کر لیا اور ہر گاؤں سے متعلق ایسے تفصیلی کوائف مہیا کئے گویا مدت سے ان دیہات میں ان کی آمدورفت تھی۔

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 354-355)

سامعین! تزکیہ نفس اور تطہیر قلب جیسے عناصر انسانی زندگی پر اس رنگ میں اثر انداز ہوتے ہیں کہ طرزِ معاشرت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے چنانچہ ایک غیر احمدی دوست علامہ نیاز فتح پوری صاحب اپنے لوگوں کی زندگیوں کا احمدیوں کی زندگی سے مقابلہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"آپ کی اور احمدی جماعت کی زندگی میں کتنا نمایاں فرق ہے۔ آپ کے ہاں زندگی کا تصوّر ہے منتشر انفرادی تشخص کا اور ان کے یہاں مرکزی ہیئت اجتماعی کا۔ آپ کی اجتماعیت افراد میں بٹ کر ھَبَآءً مَّنْثُوْرًا ہو چکی ہے اور ان کے یہاں تمام افراد چمٹ کر صرف ایک حَبْلُ الْمَتِيْن سے وابستہ نظر آتے ہیں۔ آپ کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور وہ اس بکھرے ہوئے شیرازہ کے اوراق کو اکٹھے کر رہے ہیں۔ ان کی سادہ معاشرت، ان کی سادہ زندگی، ان کا جذبۂ خلوص و صداقت، احساس ایثار قربانی، پاس عہد، پابندیٔ شریعت اور سب سے زیادہ ان کی عملی استقامت اور شدائد کے مقابلہ میں فلسفیانہ صبر و ضبط۔ یہ ہیں احمدی جماعت کے بنیادی عناصر اور اجزا جن پر ان کے قصر اجتماعیت کی تعمیر ہوئی ہے۔"

(فیضان مہدیٔ دوراں از مکرم عبدالرحمن مبشر صفحہ 219)

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ یہ دلچسپ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ
”مَیں ایک دفعہ چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ کسی دوست نے ایک غیر مبائع کے متعلق بتایا کہ وہ کہتے ہیں عقائد تو ہمارے ہی درست ہیں مگر دعائیں میاں صاحب کی زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ گویا جیسے حضرت ابوہریرہؓ نے کہا تھا کہ روٹی معاویہؓ کے ہاں سے اچھی ملتی ہے اور نماز علیؓ کے ہاں اچھی ہوتی ہے، اسی طرح اس نے کہا عقائد تو ہمارے ٹھیک ہیں مگر دعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں“

(خلافت راشدہ صفحہ 194 از حضرت مصلح موعودؓ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:
”خلفاء کی طرف سے مختلف وقتوں میں مختلف تحریکات بھی ہوتی رہتی ہیں۔ روحانی ترقی کے لیے بھی جیسا کہ مساجد کو آباد کرنے کے بارہ میں ہے، نمازوں کے قیام کے بارہ میں ہے، اولاد کی تربیت کے بارہ میں ہے، اپنے اندر اخلاقی قدریں بلند کرنے کے بارہ میں ہے، وسعت حوصلہ پیدا کرنے کے بارہ میں، دعوت الی اللہ کے بارہ میں یا متفرق مالی تحریکات ہیں، تو یہی باتیں ہیں جن کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ دوسرے لفظوں میں اطاعت در معروف کے زُمرے میں یہی باتیں آتی ہیں۔ تو نبی نے یا کسی خلیفہ نے تمہارے سے خلاف احکام الٰہی اور خلافت عقل تو کام نہیں کروانے، یہ تو نہیں کہنا کہ تم آگ میں کود جاؤ اور سمندر میں چھلانگ لگا دو۔ گزشتہ خطبہ میں ایک حدیث میں مَیں نے بیان کیا تھا کہ امیر نے کہا کہ آگ میں کود جاؤ تو اس کی ایک اور روایت ملی ہے جس میں مزید وضاحت ہوتی ہے: حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عَلْقَمَۃ بِنْ مُجَزِّزْ کو ایک غزوہ کے لئے روانہ کیا۔ جب وہ اپنے غزوہ کی مقرر جگہ کے قریب پہنچے یا ابھی وہ رستہ ہی میں تھے کہ ان سے فوج کے ایک دستہ نے اجازت طلب کی۔ چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی اور ان پر عبداللہ بن حذافہ بن قیس السہمی کو امیر مقرر کر دیا۔ کہتے ہیں میں بھی اس کے ساتھ غزوہ پر جانے والوں میں سے تھا۔ پس جب کہ ابھی وہ رستہ میں ہی تھے تو ان لوگوں نے آگ سینکنے یا کھانا پکانے کے لئے آگ جلائی تو عبداللہ نے (جو امیر مقرر ہوئے تھے اور جن کی حسِّ مزاح بہت تیز تھی) کہا کیا تم پر میری بات سن کر اس کی اطاعت فرض نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ اس پر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں تم کو جو بھی حکم دوں گا تم اس کو بجا لاؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں ہم بجالائیں گے۔ اس پر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہیں تاکیداً کہتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ اس پر کچھ لوگ کھڑے ہو کر آگ میں کودنے کی تیاری کرنے لگے۔ پھر جب عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ یہ تو سچ مچ آگ میں کودنے لگے ہیں تو عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے آپ کو (آگ میں ڈالنے سے) روکو۔ (خود ہی یہ کہہ بھی دیا جب دیکھا کہ لوگ سنجیدہ ہو رہے ہیں) کہتے ہیں پھر جب ہم اس غزوہ سے واپس آ گئے تو صحابہ نے اس واقعہ کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا۔ اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اُمراء میں سے جو شخص تم کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔“ (سنن ابن ماجہ کتاب الجہاد باب لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ) **تو واضح ہو کہ نبی یا درج بالا وہ ذرائع ہیں جن سے روحانی ترقی کا حصول ممکن ہوتا ہے۔**“

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 343-345)

ممکن نہیں الفاظ میں خوبی سے بیاں ہو
وہ فیض جو دربارِ خلافت سے ملا ہے
شامل ہے مرے خون میں اس در کی محبت
سرمایہ یہ ماں باپ سے ورثے میں ملا ہے
پانا ہے اگر کچھ تو اطاعت سے ملے گا
پہلوں سے سبق سیکھا ہے نسلوں کو دیا ہے
جاری ہیں مری آنکھوں سے شکرانے کے آنسو
ہر ذرۂ تن حمدِ الٰہی میں جھکا ہے

(بتعاون: چوہدری ناز احمد ناصر۔ برطانیہ)

✿✿✿✿